خصوصی سیکشن 1: سی پیک اور پاکستان میں صنعتی تبدیلی کے ممکنہ مواقع

1۔ تعارف:

چین پاکستان اقتصادی راہ داری (سی پیک) پاکستان کے صنعتی شعبے کو جدت طرازی اور اسے مزید کارگزار اور مسابقت کا حامل بننے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ انفراسٹرکچر اور سڑکوں کے نیٹ ورک میں بہتری کے ساتھ بہت سے توانائی کے منصوبے ترقی کی راہ میں حائل بعض کلیدی رکاوٹوں کے حل میں مددگار ہوں گے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ، خصوصی معاشی زونز کی تشکیل صنعتوں کو رسدی زنجیر کو ہموار کرنے، تعاون و اختراعی صلاحیتوں میں اضافہ کرنے کے قابل بنائے گی اور کفایت حجم سے فائدہ حاصل کرنے میں مدد دے گی۔

تاہم، اس عمل کو حقیقی شکل اختیار کرنے میں وقت لگے گا اور اس کی رفتار کی نوعیت، کم از کم مختصر اور وسط مدت کے لیے، ان دو عوامل پر منحصر ہو گی: (1) حال میں چین میں ہونے والی صنعتی تبدیلی پاکستان کے لیے کیسے ممکنہ مواقع پیدا کرتی ہے؛ اور (2) پاکستانی معیشت اس موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے کس قدر تیار ہے۔

2۔ چین میں صنعتی تبدیلی اور پاکستان کے لیے مواقع :

گذشتہ تین عشروں کے دوران تیز معاشی نمو کے بعد چین اب ترقی کے ایک نئے دور کی جانب بڑھ رہا ہے۔ اس تبدیلی کی جانب پالیسی کی مجموعی سمت کی جڑیں مارچ 2016ء میں چینی حکومت کے اختیار کردہ تیرھویں پانچ سالہ منصوبے (2016ء-2020ء)[1] میں پیوست ہیں۔ ترقی کے اس نئے دور کی تکمیل کے لیے یہ منصوبہ تمام وزارتوں، صنعتوں اور مقامی حکومتوں کے لیے ان کے پالیسی مقاصد کی تشکیل اور ترقیاتی اقدامات کے لیے رہنما اصول کا کام کرتا ہے۔

اسی دوران، صنعتی جدیدیت کا راستہ "میڈ ان چائنا 2025ء" سے ماخوذ ہے — یہ ماسٹر پلان (جامع منصوبہ) چین کو اشیا سازی کے پاور ہاؤسز میں سب سے زیادہ مسابقتی ممالک میں شامل کرنے کے لیے مئی 2015ء میں اختیار کیا گیا۔ اس کے مقاصد کثیر پہلو ہیں جو ابھرتی ہوئی اور موجودہ صنعتوں کے ساتھ ساتھ معیار کی بہتری اور برانڈ کی ترقی پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے :

---

[1] چین میں پانچ سالہ منصوبے پالیسی کے اقدامات ہوتے ہیں جو مستقبل کی سمت اور ترقی کے لیے اہداف متعین کرتے ہیں اور اس سلسلے میں معیشت کے مختلف شعبوں کو درپیش رکاوٹوں اور مواقع پر روشنی ڈالتے ہیں۔ 13 ویں پانچ سالہ منصوبے کا اعلان 2016ء تا 2020 کے لیے کیا گیا تھا۔

1. یہ منصوبہ نئی اشیاسازی اور اطلاعی ٹیکنالوجیز کی تیاری کو تیز کرنے کا عزم رکھتا ہے۔ اس اثنا میں، خدمات کی فراہمی پر توجہ صنعت کے روایتی ڈھانچے سے ایک اور انحراف کو نمایاں کرے گی جس کے لیے تحقیقی اور اختراعی کوششوں پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہو گی۔

2. ساتھ ہی ساتھ ایک جامع روڈمیپ وضع کیا گیا ہے جو سستی اشیا کی بہتات میں تیاری سے ہٹ کر معیاری، تخصیصی اجناس کی طرف منتقل ہونے کے واضح مقصد کے ساتھ موجودہ چینی صنعتوں کو تبدیل اور اپ گریڈ کرے گا۔

پیداوار کو محدود کر کے اور پر تعیش اور تخصیصی اشیا پر توجہ مرکوز کر کے صنعتیں کفایت حجم کے بدلے نہایت واجبی منافع اپنائیں گی۔[2] مزید برآں، اضافہ قدر پر توجہ مرکوز کرنے سے برانڈ کی ترقی میں تیزی آئے گی جس کے لیے چین کوشش کر رہا ہے تاکہ وہ جدید اور مہنگی اشیا کی منڈی میں داخل ہو جائے۔ آخراً، حکمت عملی میں اس تبدیلی سے گنجائش سے زائد پیداوار کے ان مسائل کو حل کرنے میں مدد ملے گی جن سے کچھ صنعتیں (جیسے فولاد اور کوئلہ) اس وقت گذر رہی ہیں۔

3. مزید یہ کہ، یہ منصوبہ خام مال، خدمات اور دیگر مصنوعات کے لیے بیرونی صنعتوں پر انحصار کی سطح کم کرنے کی اہمیت اجاگر کرتا ہے۔[3] اس منصوبے میں ان اقسام کی محتاجی پر قابو پانے کے لیے اہداف مقرر کیے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ منصوبہ مقامی طور پر تیار کیے گئے بنیادی اجزا اور اشیا کا حصہ 2020ء میں 40 فیصد تک اور اس کے بعد 75 فیصد تک بڑھانے کی تجویز دیتا ہے۔

یہ سب ایک مرکوز، تخصیصی اور عموداً مربوط صنعتی شعبے پر منتج ہو گا جو مہنگی اور اسمارٹ اشیاسازی میں مسابقتی فوائد کے حصول کے لیے ٹیکنالوجی کے اطلاق اور برانڈ کی ترقی کو ترجیح دے گا۔ وہ غیر مؤثر کاروباری ادارے جو اب بھی کچھ امکانات رکھتے ہیں ان کے انضمام اور خریداری کی حوصلہ افزائی کی جائے گی؛ اسی دوران، اس شعبے کے وہ ادارے جو ٹیکنالوجی کے اعتبار سے قدیم ہیں یا ترقی کے نئے ماڈل سے مطابقت نہیں رکھتے انھیں "اثاثوں کے بہتر استفادے" کے حصول کی خاطر تحلیل، ٹیکنالوجی کی منتقلی اور مقام کی تبدیلی کا سامنا کرنا ہو گا۔

---

2 حکومت اس حوالے سے کاروباروں کو آسانی دینے کے لیے ریاست کی نافذ کردہ لین دین کی لاگت، ٹیکسز، اور قرض سے متعلق دیگر رکاوٹوں کو کم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

3 جے۔ کانگ اور ڈبلیو۔ لائیو (2016ء) چینی درآمدات: اس سست روی کے پیچھے کیا ہے؟۔ آئی ایم ایف ورکنگ پیپر نمبر 06، واشنگٹن ڈی سی۔ آئی ایم ایف۔ یہ پیپر تجربی طور پر بتاتا ہے کہ سست نمو، سرمایہ کاری اور برآمدات کے ماڈل سے کھپت اور خدمات پر مشتمل معیشت کی جانب منتقلی، اور "آن شورنگ" (درآمد شدہ درمیانے درجے کی مصنوعات کی ملکی تیار کردہ اشیا سے تبدیلی) نے پہلے ہی چینی معیشت کی درآمدات کو محدود کرنا شروع کر دیا ہے۔

معاشی اعتبار سے، چینی معیشت کو متاثر کرنے والی تین اہم تبدیلیاں ان پیش رفتوں کو تقویت دے رہی ہیں: سرمایہ کاری سے ہونے والی نمو کی بجائے کھپت کی جانب تبدیلی؛ ٹیکنالوجی پر مبنی بہتری کے لیے توجہ میں اضافہ ؛"سبز انقلاب" کو آگے لانے کے لیے کوشش۔ ذیل میں **جدول خ 1.1** ظاہر کرتی ہے کہ تیرھواں پانچ سالہ منصوبہ کس طرح ان شعبوں پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔

جدول خ 1.1: تیرھویں پانچ سالہ منصوبے کے تحت چین میں صنعتی تبدیلی اور پاکستان پر اس کے اثرات

	تیرھویں پانچ سالہ منصوبے کے تحت چین میں صنعتی تبدیلی کے ستون		
	1۔ کھپت کی سمت بندی	**2۔ ٹیکنالوجی کی ترقی**	**3۔ سبز انقلاب**
اس تبدیلی کو عمل کرنے کے لیے نئی ٹیکنالوجیاں	پُر تعیش ٹیکسٹائل اشیا	5 جی، ایڈوانس سینسرز اور مصنوعی ذہانت پر توجہ	ماحولیاتی نگرانی کی مشینیں، آلات اور سافٹ ویئر
	فوڈ کی مہنگی پراسیسنگ اور پیداوار	جینومکس اور بائیوٹیک صنعت	کاربن کی تخفیف پر مبنی عوامی نقل و حمل کے نظام
	ہائی برڈ / برقی / بناڈرائیور آٹوموبائلز	توانائی کی پیداوار میں اگلی سطح سے متعلق تحقیق و ترقی (بائیوماس (حیوی کمیت)، اسمارٹ گرڈ، وغیرہ)	بیٹری کی توانائی کی کثافت میں اختراعات
	طبی ترقی	مقامیت اور عالمی رابطوں کے انفراسٹرکچر کی ہئیت۔	فوسل کے ایندھن سے بجلی کی تیاری میں تبدیلی
	پریمیم اسمارٹ فون کی تیاری	میموری کے بھرت، خود تشفی کے آلات، نیم موصل اور بائیو سنتھیٹک اشیا	مصنوعی سے نامیاتی کھادوں کی طرف منتقلی
	میزبانی کی جدید خدمات	تباہی سے بچاؤ کی ٹیکنالوجیز	
پاکستان میں ہونے والے ممکنہ اثرات اور منتقلیاں	سستی ٹیکسٹائل اشیا کی تیاری	فولاد کی صنعت کی آمد	کوئلے کی صنعت میں درآمدات
	موبائل اور لیپ ٹاپ کی پُرزہ بندی اور تیاری	گاڑیوں کے کاروبار میں منتقلیاں	بلند کاربن کی حامل گاڑیوں کی سرحد پار سے آمد
	غذا کی بنیادی پراسیسنگ	باورچی خانے کے آلات / مشینری کی درآمدات	مصنوعی کھادیں تیار کرنے والوں کی آمد
	چین میں بڑھتی ہوئی صارفی طلب کو پورا کرنا	پلاسٹک کی صنعت (کھلونے، صفائی کے آلات، پی وی سی) کی زور و شور سے آمد	
		کیمیائی صنعت کی ٹیکنالوجی کی منتقلی	

چین میں ان پیش رفتوں (اور ماحول میں تبدیلی پر بھرپور توجہ) کے ساتھ بہت سے موجودہ طریقہ کار، آلات، انفراسٹرکچر جلد ہی متروک ہو جائیں گے۔ ان صنعتوں کا کام روک کر انھیں ضائع کر دینا معقول نہیں ہو گا، جبکہ ان مشینوں کا ترقی پذیر ممالک کو منتقل کر دینا ایک پُرکشش متبادل ہو سکتا ہے۔ سی پیک کے ساتھ اس کے اطلاقی مراحل میں ٹیکنالوجی کی چین سے پاکستان منتقلی اور پھیلاؤ متوقع ہے۔ اس حوالے سے چند ممکنات یہ ہیں:

- توانائی کے شعبے میں، کوئلے کے پلانٹ اور مشینری پاکستان میں منتقل ہو گی کیونکہ سی پیک سے متعلق توانائی کی زیادہ تر سرمایہ کاریاں کوئلے کے پلانٹس سے بننے والی بجلی کی تیاری پر مشتمل ہیں۔ اسی کی وجہ سے چین کے بڑے صنعتی خطوں میں فضائی آلودگی کی سطح میں خطرناک اضافہ ہوا ہے جو قوم کو بجلی کے متبادل ذرائع کی تلاش پر مجبور کر رہا ہے۔[4]

- سستی اشیا کی تیاری کے کاروبار، جیسے پُرزہ بندی اور تیاری، سرحد پار کر سکتے ہیں کیونکہ چین نیم موصل اشیا سازی، عدسے اور خود اندمال جدید ڈسپلے، وغیرہ جیسی قیمتی اشیا پر اپنی توجہ بڑھا رہا ہے۔ ڈیزائن کے بعد تیاری کے آپریشنز، جیسے اسمارٹ فون اور لیپ ٹاپ کی پُرزہ بندی ان اشیا کے زمرے میں شامل ہیں جو پاکستان منتقل ہو سکتی ہیں۔

- سی پیک کے تحت ہونے والی انفراسٹرکچر کی وسیع سرمایہ کاریوں پر کام کے لیے چین کے فولاد ساز اداروں کو پاکستانی منڈی میں داخلہ مل سکتا ہے تاکہ وہ اپنی اضافی پیداوار کا بہتر استعمال کر سکیں۔[5]

- گاڑیوں کے شعبے میں روایتی گاڑیوں اور ان سے متعلق اضافی پُرزوں کے کاروبار کی پاکستان منتقلی متوقع ہو سکتی ہے۔ کراس اوور سیڈان، ایس یو ویز، پک اپ ٹرک اور منسلکہ مصنوعات اور خدمات، جیسے اضافی پُرزوں کے کاروبار پاکستان کی مارکیٹ میں اپنی جگہ

---

4 جنوری 2017ء میں چین کے قومی انرجی کمیشن نے ایک حکم نامہ جاری کیا جس میں کے لیے کوئلے سے بجلی پیدا کرنے کے 103 پراجیکٹس کی منسوخی کی ہدایت دی گئی، ان پراجیکٹس کی منصوبہ بندی کی جا رہی تھی یا وہ زیر تعمیر تھے اس طرح مستقبل میں بجلی کی استعداد میں 120 گیگاواٹ کمی ہو گئی۔ 2020ء تک چین کی کوئلے پر مبنی بجلی کی پیداوار کو 1100 گیگاواٹ تک محدود کرنے کے لیے یہ اقدام کیا گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ بجلی کی مستقبل کی طلب کے لیے حکومت بجلی کے متبادل ذرائع پر توجہ مرکوز کرے گی۔

5 "گھوسٹ ٹاؤن" (مکانات کاری اور اس سے متعلق انفراسٹرکچر کی بہت زیادہ ترسیل جو طویل مدت تک غیر مستعمل رہے) کا مسئلہ جو چین کو درپیش ہے ایسے کاروباروں کی منافع کے لیے دوسرے مقامات کی تلاش کے امکان پر مزید روشنی ڈالتا ہے۔

بناسکتے ہیں۔ امکان ہے کہ انٹیر یئر ڈیزائن کے ادارے اور مسافر گاڑیاں چین میں ہی رہیں گی، جبکہ کمرشل گاڑیوں کو پاکستان کی راہ مل سکتی ہے۔[6]

مزید بر آں، ملک میں بڑھتی ہوئی مقامی طلب کے ساتھ معیشت کے کچھ شعبے توسیع و تنوع کے مواقع فراہم کریں گے جن سے ملکی ادارے فائدہ اٹھاسکیں گے۔ مثال کے طور پر:

- کیمیکلز کی صنعت میں نئے اداروں کا خیر مقدم کیا جاسکتا ہے،[7، 8] کیونکہ سی پیک کے تحت ٹیکنالوجی کی تجدید میں سرمایہ کاریاں بتدریج استعداد اور بلند تحقیق و ترقی پر اخراجات میں اضافہ کریں گی۔ پیٹرو کیمیکل کی تیاری کے بنیادی جُز، جیسے نیفتھا کریکر (مثلاً کوئلے کی گیس کاری کرکے)، کی تیاری؛ پاکستانی کاسٹک سوڈا[9] کے فاضل باقی کی مارکیٹنگ اور بر آمد؛ یا پی وی سی پائپ کی تیاری میں[10] کلورین (کاسٹک سوڈا کی تیاری کے دوران پیدا ہونے والی اضافی پراڈکٹ) کے استعمال میں توسیع کرکے ٹیکنالوجی کی پیش رفتوں کے استفادے، وغیرہ پر توجہ مرکوز کرکے ادارے اس روڈمیپ سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

- مزید بر آں، چین میں ویکسین، کیڑے مار ادویات، مصنوعی کھادوں کے استعمال میں ضوابطی سختی اور اس کے متبادل کے طور پر نامیاتی کھادوں کے فروغ کے ساتھ مین لینڈ میں ایسے آپریشنز میں کمی آئے گی۔ ان اداروں کی پاکستان منتقلی ممکن ہوگئی ہے اور سی پیک کھادوں اور کیڑے مار ادویات کی تیاری میں ملکی اور چینی کاروباری اداروں کے درمیان مشترکہ کاروبار کا تصور دیتا ہے۔

---

6 حال ہی میں، گندھارا نسان نے درآمد، پُرزہ بندی اور پاکستان میں X200 ہلکے ٹرکوں کی تقسیم کے لیے جے اے سی موٹرز–جو چین کے چوٹی کے 10 کارساز اداروں میں سے ایک ہیں– کے ساتھ ایک مشترکہ منصوبے کے معاہدے پر دستخط کیے ہیں۔

7 سی پیک کے تحت ان دو پڑوسی ممالک کے درمیان بہتر زمینی رابطے کی ترقی کے بعد چین سے کیمیکلز کی درآمدات میں بھی اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ مقامی صنعت نے بجٹ سازی کے مقتدرہ ادارے سے کسٹم ڈیوٹی کی موجودہ شرح کو 12 فیصد سے بڑھا کر 20 فیصد کرنے کی درخواست کی ہے۔ وزارتِ خزانہ کی جانب سے شائع شدہ وفاقی بجٹ کی وضاحتی دستاویز کچھ کیمیکل مصنوعات سے حاصل ہونے والی آمدنی میں 18 فیصد اضافے کا تخمینہ دیا گیا ہے۔

8 حال میں، پاکستان کیمیکلز مینوفیکچررز ایسوسی ایشنز (پی سی ایم اے) نے چینی اداروں کے ساتھ مشترکہ منصوبوں کی خواہش کا اظہار کیا ہے تاکہ وہ لاگت میں بچت کرکے زیادہ پیداوار حاصل کرسکیں اور درآمد شدہ خام مال پر انحصار کم کردیں۔

9 گوکہ کیمیکل کی صنعت چین میں تیسری سب سے بڑی صنعت ہے، تاہم ملکی طلب کی وجہ سے مارکیٹ میں درآمد شدہ مصنوعات کے لیے اب بھی گنجائش موجود ہے

10 فی الحال صرف اینگرو ہی پی وی سی کی تیاری میں شامل ہے، یہ وہ شعبہ ہے جو پاکستان کے لیے برآمدات کا اہم راستہ بن سکتا ہے۔

- سی پیک کے تحت سرمایہ کاری اور ٹیکنالوجی کی منتقلی کے لحاظ سے پلاسٹک کی صنعت میں تیزی آسکتی ہے۔ گاڑیوں کی طلب میں اضافے، پانی کے انتظام کے انفراسٹرکچر کی بڑھتی ہوئی ضرورت اور سستی اشیا سازی کے پاکستان میں داخلے کے امکان کے ساتھ اس شعبے میں ٹیکنالوجی کی مدد پر مبنی سرمایہ کاریوں سے پائپ، اسمارٹ فون کے بیرونی خول، گاڑیوں کے اندرونی حصوں اور پیکنگ کے سامان کی بہتر تعمیر و تیاری میں مدد ملے گی۔ اس کے علاوہ، اہم مشینری جیسے انجکشن مولڈنگ، نکاسی مولڈنگ، بلو مولڈنگ اور روٹیشن مولڈنگ (پلاسٹک کی تیاری کے چند طریقے) یونٹس، وغیرہ کے بہتر اور نئے متبادل مقامی اداروں یا آنے والے چینی معاونوں کے ذریعے درآمد کیے جاسکتے ہیں۔

- چین کے فوڈ پراسیسنگ کی عالمی رسدی زنجیر کے بالائی مرحلے کی طرف بڑھنے سے سستی مشینری پاکستان منتقل کی جاسکتی ہے جو سی پیک کے تحت صنعتِ میزبانی کی بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے اور عمومی طور پر غذا کا معیار بہتر بنانے اور حفظانِ صحت پر مبنی پراسیسنگ کو یقینی بنانے میں مددگار ہوگی۔

3۔ ان مواقع سے کس طرح بھرپور فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے؟

جغرافیائی قربت اور اسٹریٹجک اتحاد کی پالیسی کی وجہ سے ٹیکنالوجی کی ایسی منتقلی کو اپنی جانب کھینچنے کے ضمن میں پاکستان کو نہ صرف ممکنہ مسابقت کاروں پر ایک برتری حاصل ہے، بلکہ سی پیک کے ساتھ جو کہ ون بیلٹ ون روڈ کے اقدام کی جانب حقیقی قدم ہے، یہ چین کی ترقی کے نئے ماڈل کے ساتھ بھی قریبی مطابقت ظاہر کرتا ہے۔ مزید برآں، بجلی کی مستقل فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے پاکستان بھر میں جاری کوئلے پر مبنی بجلی کے متعدد پلانٹس کی تعمیرات اور سی پیک سے متعلق سرگرمیوں کی حفاظت کے لیے خصوصی ٹاسک فورسز کا قیام نمو اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری سے رقوم کی آمد میں حائل اہم رکاوٹیں دور ہو رہی ہیں۔ تاہم چند رکاوٹیں اب بھی موجود ہیں۔ مثلاً:

الف۔ افرادی قوت کی مہارتیں: ملکی افرادی قوت کی موجودہ مہارتوں کی سطح اور جدید آلات، نئی مشینوں کے استعمال اور مناسب تحقیق و پرداخت پر عمل درآمد کی درکار سطح کے درمیان عدم مطابقت پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ **شکل خ 1.1** میں دکھایا گیا ہے کہ مجموعی افرادی قوت میں اوسط ہنرمند افراد کا حصہ لوئر مڈل آمدنی والی معیشتوں کے اوسط اور چین دونوں ہی سے کم ہے۔ مزید برآں، **شکل خ 1.2** کم از کم بنیادی سطح کی تعلیم رکھنے والے کارکنوں کا حصہ ظاہر کرتی ہے جو انڈیا کے مقابلے میں کم ہے اور صرف ویتنام سے معمولی سی بہتر ہے (تاہم، مؤخرالذکر انٹرمیڈیٹ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ کارکنان کے حوالے سے کہیں آگے ہے)۔

شکل خ 1.1: مہارتوں کی بنا پر ملازمتوں کی تقسیم

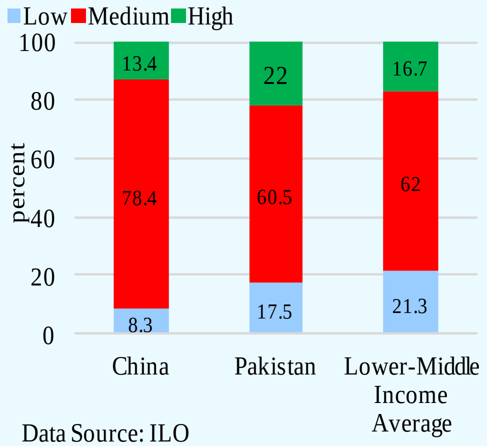

Data Source: ILO

شکل خ 1.2: تعلیمی سطح کی بنیاد پر ملازمتوں کی تقسیم

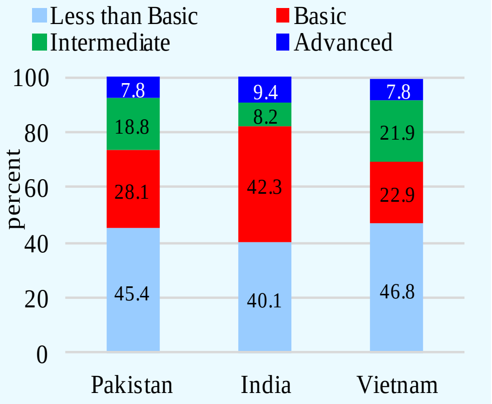

مہارتوں کی تیاری کی کسی مربوط و مؤثر پالیسی کی عدم موجودگی میں مہارتوں کے اس فرق کی نشان دہی پیچیدہ ہوگئی ہے۔ آنے والے چینی کاروبار اور ٹیکنالوجی کی نوعیت کا ناقابل پیش گوئی ہونا بھی صورت حال کو مزید بگاڑ رہا ہے۔[11] چنانچہ، اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ملازمتوں کی اختلافی اور ساختی لاگتوں میں کمی کے لیے مشترکہ لازمی مہارتوں پر مرتکز متعدد ووکیشنل تربیتیں درکار ہیں۔ مزید یہ کہ، ناتجربہ کار اور پست معلومات کے باعث ملکی افرادی قوت کے ساتھ معیشت کی مطابقت کے لیے ایک عبوری مدت کی اجازت دینا ہوگی جس میں چین سے کارکنان یہاں کام کرنے اور اپنے پاکستانی ہم منصبوں کو تربیت دینے آئیں گے۔ تاہم، اس ملازمت کی معاہداتی نوعیت بالآخر مؤخر الذکر کو مہارتوں (اور ملازمتوں) کی منتقلی کو یقینی بنانا ہو۔ مزید برآں چین سے "ناکارہ" ہونے والی صنعتوں سے منسلک کارکنوں کی آمد طویل عرصے تک جاری رہ سکتی ہے،[12] اس قسم کی پیش رفت کے پیشگی جائزے کی ضرورت ہوگی۔ تاہم، دونوں ممالک میں افرادی قوت کی لاگت کا موجودہ فرق چین کی نسبت ملکی افرادی قوت کے حق میں ہے (**شکل خ 1.3**)۔

---

[11] ٹیکنالوجی کی منتقلی کی نوعیت اور کاروباری رقوم کی آمد چین کی معیشت میں بتدریج تبدیلی اور سی پیک کے تحت ترقی کے ساتھ ساتھ ظاہر ہوگی۔

[12] "انڈسٹریل 4.0" (صنعتی قلب ماہیت کے لیے جرمنی کا تفصیلی خاکہ) کا میڈ ان چائنا 2025ء" سے موازنہ کرتے ہوئے، یورپی یونین ایوانِ تجارت، چین بتاتے ہیں کہ اگلے عشرے میں، جرمنی - جو یکساں ارادوں لیکن نسبتاً پختہ پیشہ ورانہ تربیت کے نظام کا حامل ہے - کو 610,000 نوکریوں کے نقصان اور ابھرتے ہوئے شعبوں میں 960,000 نئی نوکریوں کی تخلیق کا سامنا

ب۔ وفاق اور صوبوں کے مابین تعاون: ایک مسلسل اور جامع معاونتی پالیسی کو یقینی بنانے کی غرض سے وفاقی اور صوبائی حکومتی اداروں کے مقاصد کو ہم آہنگ کرنے کے لیے کوششوں کی ضرورت ہے۔ یہاں ہم سرمایہ کاری پالیسی کی مثال دے سکتے ہیں جو اب 18ویں ترمیم کے بعد صوبائی معاملہ ہے؛ جبکہ سی پیک کے تحت ہونے والے تمام صنعتی اقدامات وفاقی حکومت کے ہاتھ میں ہیں۔ یہ مسئلہ خصوصی اقتصادی زون کے لیے زیادہ حسب حال ہے جو سی پیک کے تحت اقتصادی ترقی کے مرکز سمجھے جاتے ہیں۔ بالخصوص، خصوصی اقتصادی زونز سے متعلق سرمایہ کاری کی پالیسی صوبائی حکومت کی جانب سے وضع کی جاتی ہے، جبکہ خصوصی اقتصادی زون کی بااثر اتھارٹی (جسے مجموعی ترقی کی سمت متعین کرنے کا کام تفویض کیا گیا ہے) وفاقی حکومت کے دائرے میں آتی ہے۔

شکل خ 1.3: مزدوری کی اوسط ماہانہ شرح ایک علاقائی موازنہ

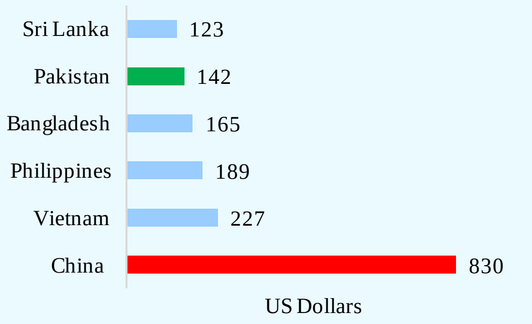

Data Source: ILO

مشمولہ کارروائیاں مثلاً بیجنگ میں مشترکہ تعاون کی کمیٹی کی میٹنگ (جس میں وفاقی حکومت کے عمائدین کے ساتھ چاروں صوبوں کے نمائندے بھی شریک ہوئے تھے) حوصلہ افزا ہیں، اور منصوبوں کی عملی سرگرمیوں کے حوالے سے بھی مستقل بنیادوں پر ایسی ہی کوششوں کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر خصوصی اقتصادی زونز کی کامیابی کے لیے صوبوں اور وفاقی حکومت کے درمیان مضبوط تعاون ضروری ہے۔ خصوصی اقتصادی زون کی مختلف النوع بنیادی سرگرمیوں کی اعانت کے لیے بڑے پیمانے پر اعزازی خدمات، جیسے قانونی، مہمان داری، مشاورت، اکاؤنٹنگ اور صحت کی فراہمی اہم ہے۔[13] تاہم، قرض اور مشاورت کی ان سہولیات میں آسانی فراہم کرنے کے ساتھ شہر کاری کی کوششوں (جیسے تعلیم، پارکس) کے لیے محض سیکورٹی اور سازگار ماحول ہی نہیں بلکہ ان کوششوں کی نگرانی اور فنڈنگ کے لیے ایک نگران ادارے کا ہونا

ہو گا۔ ایسی ہی تبدیلی چین کے ملازمتوں کے آمیزے میں بھی متوقع ہے جو کارکنوں کے دیگر ترقی پذیر معیشتوں کی جانب انخلا پر منتج ہو گا۔ خصوصی رپورٹ برائے "چائنا مینوفیکچرنگ 2025ء: مارکیٹ کی قوتوں سے مسابقت والی صنعتی پالیسی رکھنا" (2017ء) از یورپی یونین ایوانِ تجارت، چین۔

[13] مزید برآں، جیسا کہ ڈاکٹر عشرت حسین اپنے مضمون "سی پیک کے لیے پالیسی کے لوازمات" میں بیان کرتے ہیں، اہل مشاورتی ادارے اور جامعات مختلف خصوصی اقتصادی زونز کے لیے مناسب پراجیکٹس کی غرض سے ممکن العمل مطالعے ضرور کروائیں (ڈان؛ 10 اپریل، 2017ء)

بھی ضروری ہے۔ چنانچہ، اس مقصد کے حصول کے لیے صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے درمیان قریبی مفاہمت انتہائی اہم ہے، جیسا کہ چھٹی مشترکہ تعاون کی کمیٹی کی میٹنگ میں دیکھی گئی تھی (**دیکھیے باکس خ 1.1**)۔

باکس خ 1.1: خصوصی اقتصادی زون سے متعلق چھٹی مشترکہ تعاون کی کمیٹی کی جھلکیاں

دسمبر 2016ء میں بیجنگ میں منعقد ہونے والی مشترکہ تعاون کی کمیٹی کی چھٹی میٹنگ کے دوران وفاقی حکومت، چاروں صوبائی حکومتوں، آزاد جموں کشمیر، گلگت بلتستان اور فاٹا نے ترجیحی خصوصی اقتصادی زون کے طور پر 9 مقامات کی نشان دہی کی، جنھیں مزید غور کے لیے صنعتی تعاون کے مشترکہ ورکنگ گروپ کو بھیجا گیا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان ملک میں خصوصی اقتصادی زون کی منتقلی / قیام کے لیے ترغیبی پیکیج وضع کرے گا۔ نتیجتاً سرمایہ کاری بورڈ (بی او آئی) نے چاروں صوبوں، گلگت بلتستان، آزاد جموں کشمیر اور فاٹا کے مشورے سے باہر سے یہاں منتقل / قائم ہونے والی صنعت کے لیے ترغیبی پیکیج وضع کیا۔ کابینہ نے یہ پیکیج مئی 2017ء میں منظور کیا۔

اس پیکیج کی نمایاں خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

- قسطوں پر پلاٹوں کی فراہمی (50 فیصد ابتدائی ادائیگی (ڈاؤن پیمنٹ) اور 50 فیصد سال میں دو مرتبہ کی بنیاد پر چار اقساط میں)۔
- کسی منصوبے کی مالکاری کے لیے پاکستانی کرنسی میں لیے گئے قرضوں پر متعلقہ حکومتیں مارک اپ میں 50 فیصد تعاون فراہم کریں گی، یہ تعاون قرضوں پر زیادہ سے زیادہ 5 فیصد شرح پر ہو گا۔
- کسی بھی ترجیحی خصوصی اقتصادی زون میں تنصیب (یا ترقی کے لیے) پلانٹ اور مشینوں کی اندرون ملک منتقلی پر باربرداری میں 50 فیصد رعایت دی جائے گی۔

ج۔ مارکیٹ کی ساخت: یہاں یہ بات بھی اہم ہے کہ مقامی صنعت میں چینیوں کی بڑھتی ہوئی شراکت ہماری صنعت کے حالیہ ڈھانچے کو کس طرح متاثر کرے گی۔ حکومت کو لازماً اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کوشش کرنا چاہیے کہ معیشت میں داخل ہونے والے مسابقتی ماحول کو مہمیز دیں اور اس تجارتی اجارہ داری کا حصہ نہ بن جائیں جس کا سیمنٹ اور گاڑیوں کی تیاری جیسے شعبوں میں مختلف پیمانوں پر مشاہدہ کیا جا رہا ہے۔ چند شخصی ڈھانچہ آنے والے کاروباروں کے لیے ملکی معیشت میں بلند منافع کو یقینی بنائے گا جبکہ مسابقت میں اضافے سے معیشت میں نئی توانائی، پیداوار کے معیار میں بہتری اور برآمدات کے محاصل میں اضافے میں مدد ملے گی۔ موخر الذکر کی جانب صنعت کی توجہ مبذول کروانے کے لیے ترغیبات پر مبنی پالیسیاں درکار ہیں۔

د۔ آزاد روی کی پالیسیاں: سی پیک کے فراہم کردہ مواقع سے مکمل طور پر استفادہ کرنے کے لیے معیشت کے ٹیرف کے ڈھانچے کی پڑتال کی ضرورت ہو گی۔ پاکستان میں ٹیرف کی آزادی علاقائی ممالک کے مقابلے میں نہ صرف سست ہے بلکہ اس کا اطلاق غیر متناسب اور غیر یکساں طور پر بھی کیا گیا ہے (دیکھیے **شکل خ 1.4**)۔ نیم تیار اور بنیادی اجناس کی نسبت تیار اشیا کو زیادہ تحفظ فراہم کیا جاتا ہے، جبکہ اہم صنعتوں جیسے

شکل خ1.4: پاکستان میں شرح محاصل میں اضافہ

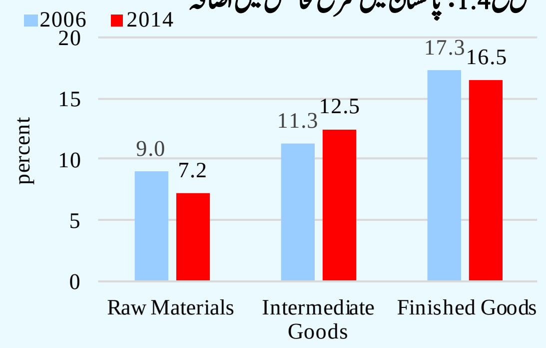

Data Source: World Bank (2006); UNCTAD and author's calculations (2014)

ٹیکسٹائل، گاڑیوں کی صنعت کو تحفظ کی بلند شرح حاصل ہے۔ اس کے نتیجے میں ایسا صنعتی ڈھانچہ بن چکا ہے جو برآمدات کے خلاف تعصب اور غیر مستعدی کو فروغ دیتا ہے۔

پاکستان کو ایک ایسے روڈمیپ پر توجہ مرتکز کرنا ہوگی جو کم مداخلتی (حفاظتی) اور زیادہ سہولتی ہو۔ برآمدات پر مبنی شعبوں کو، بالخصوص ممکنہ خصوصی اقتصادی زون کے حوالے سے، آزاد ہونے کی ضرورت ہوگی تاکہ وہ غیر ملکی شراکت کا خیر مقدم اور اختراعات اور معیار میں بہتری کی حوصلہ افزائی کر سکیں۔

ہ۔ <u>چین کے ساتھ تجارت</u>: سی پیک کے تحت ہونے والی پیش رفتوں کی روشنی میں پاکستان کو چین کے ساتھ اپنے آزاد تجارت کے معاہدے (ایف ٹی اے) کے مضمرات کا بھی دوبارہ جائزہ لینا چاہیے۔ تاریخی طور پر، یہ پاکستان سے زیادہ چین کو فائدہ پہنچا چکا ہے، اور دونوں معیشتوں کے پہلے ہی سے چین کی جانب جھکے ہوئے تجارتی توازن پر مزید تناؤ کا باعث ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ پاکستان کو چین کی جانب سے ٹیرف میں مساوی حجم کی معاونتی رعایت حاصل کرے جو نسبتاً مساوی حیثیت سے شامل ہونے کے آسیان (ASEAN) معیشتوں کو حاصل ہیں۔[14] مزید برآں، چینی ساتھیوں کی تیار کردہ سستی مصنوعات کی آمد سے پاکستانی معیشت کی چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو پریشانی کا سامنا ہوا ہے۔ چینی پائیدار صارفی اشیا کی بلند مقدار میں آمد اور ان کے مقامی متبادل کی عدم دستیابی اس بات کا اظہار کرتی ہے کہ ملکی مارکیٹ میں مقامی ایس ایم ایز اپنی جگہ کھو رہی ہیں۔[15]

---

[14] مزید دیکھیے، اے چوہدری، ٹی چوہدری، اور این جمیل (2017ء)، پاکستان–چین ایف ٹی اے میں پاکستان کا تجربہ (آزاد تجارت کا معاہدہ): سی پیک کے لیے اسباق، لاہور جرنل آف اکنامکس 22:1 تا 24

[15] مزید معلومات کے لیے دیکھیے "جے کمال اور ایم ملک (2017ء)، "چین کے ساتھ پاکستان کے تجارتی توازن کی حرکیات" اسٹیٹ بینک کے اسٹاف نوٹ ایس این 17/04، اسٹیٹ بینک پاکستان۔

اس کے علاوہ، اس بات کی یقین دہانی بھی اہم ہے کہ صنعتی شعبے میں چین کی شرکت مقامی کاروباری اداروں کے لیے بھی سود مند ہوگی (مثلاً، خصوصی اقتصادی زونز میں مشترکہ کاروباروں کے لیے کم ازکم مقامی افرادی قوت، ایک اگلا قدم ہوسکتی ہے)۔[16]

شکل خ 1.5: پاکستان میں پانی کے دباؤ کی سطح

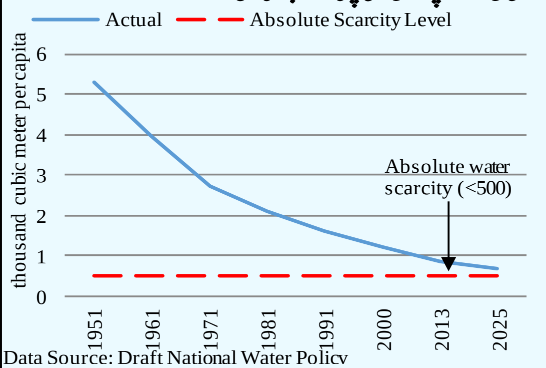

Data Source: Draft National Water Policy

و۔ <u>پانی کی دستیابی:</u> آخراً، ماحولیاتی تبدیلی کے منفی اثرات سے نمٹنے کے لیے پانی کی دستیابی کے مسئلے کو حل کرنا ہوگا۔ طلب کو بڑھانے والے عوامل، جیسے آبادی میں اضافے اور سی پیک سی منسلک شہر کاری کی کوششوں کے ساتھ صنعتی سرگرمی میں اضافہ، کوئلے پر مبنی بجلی کے منصوبوں میں اضافہ، پہلے ہی سے زبوں حال پانی کی ترسیل پر خاصا دباؤ ڈالیں گے۔ مثال کے طور پر، یہ خدشہ ہے کہ 2025ء تک پاکستان میں پانی کی فی کس دستیابی "پانی کی مطلق کمی" کی حد پار کرجائے گی (**شکل خ 1.5**)۔[17] اس حوالے سے ری سائیکلنگ اور فضلے کو ٹھکانے لگانے کے طریقوں سے استفادہ کرنے کی ضرورت ہے۔

16 ملکی کارکنان کی کم ازکم ضروریات اور دیگر متعلقہ تقاضے افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں چین کی جانب سے شروع کی گئی متعدد خصوصی اقتصادی زونز کی سرمایہ کاریوں کا حصہ رہے ہیں۔

17 مزید تفصیلات کے لیے، رجوع کیجیے، باب 7 بعنوان "پاکستان میں پانی کی پائیداری–اہم مسائل اور دشواریاں"، اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی سالانہ رپورٹ 17-2016ء